سید یونس الحسنی

اولیاء الطاغوت

یادش بخیر! گذشتہ سال نومبر میں یہودی ذرائع ابلاغ کے رجل عظیم (Man of the Age) اور امریکی ایوان اقتدار کے "مفکر انسانیت" مسٹر ہن ٹنگٹن (Hen Tington) کا ایک طویل مضمون بعنوان "تہذیب کا تصادم" (Clash of Civilisation) سات قسطوں میں پڑھنے کو ملا۔ مشرق و مغرب کی معاشی معاشرتی کشمکش کے مختلف علاقائی و مذہبی خدوخال کا مخصوص انداز سے جائزہ لیتے ہوئے ان کے صلیبی و صیہونی قلم نے کئی جگہوں پر اسپ بے لگام کی سی زقندیں لگائیں۔ نیوٹرل ازم کا لبادہ اوڑھ کر انہوں نے فرزندان صہیونیت کو ایسی تراکیب سمجھائی ہیں جنہیں روبہ عمل لا کر مسلم ممالک کو مالی طور پر ڈی فیوز کر کے امریکی استعمار کی طفیلی ریاستوں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ مقصد براری کے لئے مختلف ممالک میں صاحب طرز این جی اوز کا جال بچھانے پر انتہائی زور دیتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ۔

> "اگلی دہائی میں یہ دنیا مجموعی طور پر آٹھ الگ الگ بلاکوں میں منقسم ہوگی جن میں نام نہاد مسلم بلاک اپنی کمزور معیشت کی بنا پر سب سے کمزور ترین ہوگا اور اس کی اپنی کوئی تہذیب نہیں ہوگی۔ یہ ہماری تراشیدہ عالمی سرکس (گلوبلزم) کا ایک سدھایا ہوا چمپنسری ہوگا۔ اور بس۔ مگر یہ کام اتنا سہل نہیں جتنا سمجھ لیا گیا ہے۔ ہمیں اپنے تئیں پوری کوشش کرنا ہوگی کہ بلاد مشرق کے باسیوں پر مذہبی گرفت ڈھیلی ترین کر دی جائے۔ یاد رکھو! یہ کام صرف اور صرف عورتیں ہی کر سکتی ہیں جبکہ انہیں منظم کر کے حصول حقوق کے نام پر تیز گام کر دیا جائے تاکہ مذہبی لیڈر رسوا ہو کر بالآخر چپ کا روزہ رکھ لیں اور چمگادڑوں کی طرح اپنی اپنی پناہ گاہوں میں الٹے سید ھے لٹکے رہیں"۔

مسٹر ٹنگٹن کا یہ مضمون ایک خاص پس منظر رکھتا ہے۔ مسلمانان عالم کے قلوب و اذہان میں نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر جسد واحد بن جانے کی کلبلاتی خواہش اور اس کے نتیجہ میں لاہور کی اسلامی کانفرنس اور قطر کا اسلامی سربراہی اجلاس، سبھی اس حقیقت کے غماز ہیں کہ آج عالم اسلام کے باہمی اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ کچھ بین الاقوامی مبصرین اس بات پر بہ تکرار قائم ہیں کہ مستقبل قریب میں پاکستان، ایران سعودی عرب اور خلیجی ریاستوں پر مشتمل ایک دفاعی بلاک وجود پذیر ہو رہا ہے۔

وطن عزیز کو آج بلاد مسلمہ میں بہ نظر تعمق دیکھا اور پرکھا جا رہا ہے۔ اسے اسلامیان عالم کے آلام و مصائب کا مداوا قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ سوچ تقویت پکڑ رہی ہے کہ تمام مسلم ممالک کو پاکستان کے ساتھ اپنے روابط مستحکم کرنے چاہئیں کہ یہ واحد اسلامی ایٹمی طاقت ہے اور بہ تائید ایزد فرنٹ لائن مسلم سٹیٹ کی ذمہ داری پوری کر سکتا ہے۔ لہٰذا سب مل کر اسے مضبوط بنائیں۔ یہ دل خوش کن طرز تفکر دل شیطان میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے۔ چنانچہ امریکی اور یورپی اقوام اپنے خفی و جلی اداروں کی معرفت تمام ممالک اسلامیہ میں عجیب و غریب اقتصادی پروگرام پیش کر کے انہیں مانیٹر کر رہی ہیں۔ جن کا منتہائے مقصود اپنی مخصوص طے شدہ شرائط منوانا اور آخر کار انہیں اپنا تابع مہمل بنا کر رکھنا ہے۔ مختلف مسلم ممالک میں شریعت کا جزوی نفاذ، بالخصوص افغانستان میں مکمل

امارتِ اسلامی کا قیام ان مفسد طاقتوں کے لئے بالکل نا قابلِ برداشت ہے۔ امریکہ کی طرف سے سلامتی کونسل کے ذریعہ سے افغانوں کے خلاف حالیہ ظالمانہ اقدام نفاذِ اسلام کے عمل کو نابود کرنے کی نامشکور سعی کے سوا کچھ نہیں۔ مجاہد اسامہ تو صرف بہانہ ہے۔ ادھر پاکستان میں این جی اوز کے ذریعے بن ٹنگٹن کے دیئے گئے چارٹر پر عمل جاری ہے۔ اقوام متحدہ کے کئی اہلکار اباحیت پسند عورتوں کو منظم کر کے دین رسول آخریں صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام کو تباہ کن رسوائی کے گھاٹ اتارنے کے لئے کیل کانٹے سے لیس ہو کر موسمی کیڑوں کی طرح جابجا نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ حال ہی میں "فنکار" عورتوں کی ایک نمائندہ اداکارہ فریال گوہر نے ٹبی گلی (Tibbi Gali) کے نام سے فلم بنائی ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مولوی حضرات بظاہر خواتین کو حرام کاری سے روکتے ٹوکتے ہیں جبکہ درپردہ خود بھی اس مذموم دھندے کے نچیر ہیں۔ ٹبی گلی میں جہاں دیگر کسبیاں ہیں وہاں ان دینی پیشواؤں کی ناجائز اولادیں بھی براجمان ہیں۔ یہ لوگ اندر سے مکروہ اور منافقت کی ترت پھرت تصویریں ہیں۔ انہی "بسنتیوں" کی پردھان پر عاصمہ جہانگیر بعض خاص قسم کی خدمات جلیلہ کے عوض یو این او سے منسلک ہو چکی ہیں۔ ہیومن رائٹس کمیشن کے نام پر ایک فارن پیڈ (Forgion Paid) این جی او کی بانی ہیں۔ شرعی قوانین کی مخالفت اور اہلِ شریعت سے مخاصمت ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ چند روز پیشتر "جنگ" میں ان کا تازہ ترین انٹرویو "وثائق یہودیت" (Protocolls) میں طے کردہ اصول و ضوابط کو بہ انداز جدید نکھار کر پیش کرنے میں ان کی زبردست صلاحیتوں کا عکاس ہے۔ پڑھیے اور سر دھنیے۔

"پاکستان کی مرکزی سیاسی پارٹیوں کو غائب کیا جارہا ہے۔ دیگر پارٹیوں کی دم پر نیب کا پاؤں رکھ دیا گیا اور اب میدان میں "مولانا صاحب" دندنا رہے ہیں۔ خلافت پارٹی کا تین چار ماہ پہلے ذکر نہ تھا۔ راتوں رات نئی سیاسی قوتیں پیدا کی جارہی ہیں۔ ملک صرف اسی صورت میں ترقی کر سکتا ہے کہ فوج بیرکوں میں اور مولوی مسجدوں میں رہیں۔ اس کے بغیر مسائل حل نہیں ہونگے۔ دو وزرا اعظموں کی آڑ میں سارے سیاستدانوں پر کیچڑ اچھالنے کا حق کس نے دیا۔ دہرے معیار اور کیا ہونگے کہ ایک شخص دارالحکومت پر حملے کی دھمکی دیتا ہے تو حکومت اسے منانے جاتی ہے۔ ہم انسانی حقوق کے لئے مظاہرہ کریں تو ہم پر لاٹھیاں برستی ہیں۔ جہاں تک مذہبی راہنماؤں کی حیثیت کا تعلق ہے تو ایک جرنیل کے خوف سے انکی ٹانگیں کانپنے لگتی ہیں۔ پاکستان کی بہتری کا راستہ بہت تکلیف دہ ہے۔ آنے والے دنوں میں یہ ہاتھ باندھ کر سیاستدانوں کو واپس لائیں گے تاکہ ہمیں مسائل سے نجات دلائیں۔ بصورت دیگر افغانستان والا منظر ہوگا۔ اللہ کرے وہ نہ ہو۔ یہ بہترین حل ہے کہ فوج اور سیاستدان توبہ کریں۔ غیر سودی نظام پر عمل جسٹس خلیل الرحمن ہی کرائیں کیونکہ اس کا اطلاق صرف عوام پر ہوگا کنٹونمنٹ ایریا میں نہیں۔ بینظیر کے خلاف وہ لوگ ہیں جو عورت کے خلاف ہیں۔ آخر یہ ٹیٹئن ہمیں کہاں لے جائے گی۔ عوام کی آنکھیں بند ہیں۔ یہ اپنے چوروں کے ہاتھ کاٹتے ہیں اور ہمارے والے کو سرخ قالینوں کا استقبال۔"

طرز گفتگو ملاحظہ فرمائیے۔ روئے سخن بہ لطائف الحیل "مولوی" کی طرف ہے۔ کیوں نہ ہو؟ یہ توہین رسالت اور امتناعِ قادیانیت ایکٹ میں ترمیم نہیں کرنے دیتا، عورتوں کی عظمتوں کا حدی خواں ہے اسے قید نہیں حجاب میں رکھنا چاہتا ہے، مخلوط تعلیم اور بزم آرائیوں کا مخالف ہے، تعزیرات شرعیہ کے نفاذ کا طالب ہے، آزادی

رائے کے مثبت اظہار کا قائل ہے، سودی نظام کو لعنت سمجھتا ہے، وطن عزیز کو غیر ملکی سودی قرضوں کے چنگل سے آزاد کرانا چاہتا ہے، دین کے نام پر حاصل کردہ ملک کے دفاع کو دینی قانونِ جہاد کے ذریعے مضبوط کرنا چاہتا ہے، خالص اسلامی طرزِ فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے نیو ورلڈ آرڈر کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے، وہ آزادیٔ اظہار کے نام پر الحادو ارتداد کا در وا نہیں ہونے دیتا، وہ مہمول سیرتوں کی مسخ رو خواتین کی حکمرانی قبول نہیں کرتا، وہ یہودی جمہوریت کی بجائے اسلامی شورائیت کا علمبردار ہے جس میں سرمایہ پرستی اور جاگیردارانہ جلال کا کوئی وجود نہیں، وہ دختِ زر کے رسیاؤں کو صحانہ توحید و رسالت کے متوالے بنانا چاہتا ہے، نام نہاد بنیادی انسانی حقوق کے نام پر وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تضحیک برداشت نہیں کرتا اور اب وہ اعلان کر رہا ہے۔ اور بڑے اصرار کے ساتھ اعلان کر رہا ہے کہ نئی صدی دینِ فطرت کی سر بلندی اور اسلام کے نفاذ و نفوذ کی صدی ہے۔ وہ صفحہ ہستی کی اسلامک گلوبلائزیشن کا شدید متمنی ہے، وہ استعماریت کے نو آبادیاتی نظام کا ٹاٹ لپیٹ دینا چاہتا ہے۔ وہ کسی جرنل سے خوفزدہ نہیں، فرنگی کا جبرو استبداد اس پر کپکپی طاری نہیں کر سکا، بنام حریت اس نے بے شمار جانوں کا نذرانہ پیش کیا مگر اس کے پائے استقامت میں لغزش یا لرزش نہیں آئی، وہ سچا اور کھرا مشنری مین ہے، جھکنا، بکنا یا لچکنا اس کی غیرت کے خلاف ہے، وہ کسی کا مراعات یافتہ اہلکار یا سرکارہ نہیں، بھوک، ننگ، افلاس جھیل کر دین کا خادم کہلانا پسند کرتا ہے، وہ کسی دلال یا حرافہ کی طرح جگالی نہیں کرتا بلکہ قال اللہ وقال الرسول کے شادیانے بجاتا ہے۔ باالفاظ دیگر اسلامک ورلڈ آرڈر کا پرچارک ہے۔ وہ سبھوں کی ہمہ نوعی نشتر زنی کا ہدف ہے۔ مگر اک طرفہ تماشہ ہے۔ ''جمہوئیے'' اظہار کے جو حقوق خود لینا چاہتے ہیں بیچارے ملا کو دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس کی خوب کردار کشی کرتے ہیں۔ جب وہ لب کشا ہو تو حیرت انگیز طور پر بقول عاصمہ جہانگیر اشتعال پھیلنے لگتا ہے، عدم برداشت کی کیفیت جنم لیتی ہے۔ رواداری کا ریت گھروندا فنا ہو جاتا ہے۔ بڑی عجیب منطق ہے

سوچ ساگر میں ہوں کب سے غوطہ زن

کس قدر یہ سوچ پر اصرار ہے

بینظیر زرداری نے ''اذان بجایا'' کہ ..... ترقی کے اس زمانے میں جہاد کی قطعاً گنجائش نہیں، میری حکومت جہادیوں نے ختم کرائی۔ شرعی سزائیں انتہائی غیر انسانی اور ظالمانہ ہیں، یہ جہاد اور شرعی تعزیرات انسانوں میں دہشت و خوف کی کیفیت پیدا کرتی ہیں سودی نظام کا کوئی متبادل نہیں۔ عاصمہ جہانگیر نے ''تان ملائی'' ... جہاد کی بات دہشت گردی کی علامت ہے، حدود شرعیہ صرف مولوی کی اختراع ہے کہ خواتین کو بنیادی حقوق سے محروم رکھا جا سکے، سود ختم کرنے سے ملک عالمی برادری میں الگ تھلگ ہو جائے گا۔ یہ ناقابل عمل ہے۔ مرزا غلام قادیانی نے کہا ''میرے آنے سے جہاد منسوخ ہو گیا''۔ امریکا نے اعلان کیا جہادی تنظیمیں دہشت گرد ہیں، شرعی تعزیرات پر عمل بنیاد پرستی ہے، اس سے انسانی حقوق پر زد پڑتی ہے۔ اس لئے سوڈان دہشت گرد تھا، اب افغانستان دہشت گرد ہے۔ سبحان اللہ سر تال کی کیا ہم آہنگی ہے۔ امیر المومنین ملا محمد عمر اس نکتہ آرائی سے متاثر نہیں ہوئے۔

اس لئے وہ بھی سب سے بڑے دہشت گرد ٹھہرے۔ افلاطونی جمہوریت کے سب پیروجواں انقلاب افغانستان پر اللہ توبہ کر رہے ہیں۔ ان کی رام دہائی سنی گئی۔ دجال صفت امریکہ نے پابندیاں لگوادیں...... سین بدلتا ہے..... عالمی غیر جانبدار مبصرین چیخ رہے ہیں کہ یہ پابندیاں بالواسطہ طور پر پاکستان پر لگائی گئی ہیں۔ "پاگل جمہورے" بغلیں بجا رہے ہیں۔ جبکہ پاکستان کے مذہبی دانشور حالات کی سنگینی کا ادراک کر کے اکوڑہ خٹک میں اکھٹے ہوئے۔ باہمی مشاورت کے بعد تحفظ امارت اسلامی کے ذریعے دفاعِ پاکستان کی جنگ لڑنے کا اعلان کیا گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ علمائے دین کا مزاحمتی اعلان ۱۸۵۷ء کے مزاحمتی کرادر کا تسلسل ہے۔ تاریخ اپنے آپ کو دھرا رہی ہے۔ اہل وطن نے گذشتہ (۵۳) ترپن سالوں میں جمہوری بابے بابیوں کو آزمایا، جانچا اور پرکھا ہے۔ یہ سب نٹ کھٹ، چورا چکے، عوام کی خوشیوں کے لٹیرے ملکی دولت کے سارقانِ سیہ بخت، گنجے، کانے، لولے، لنگڑے، جوسرے، بادام سرے اور کئے اپنے اپنے انداز میں وارداتیں کر کے چلتے بنے اور قوم دیکھتی رہ گئی۔ یہ کھلا چیلنج ہے کہ مشرقی بنگال کو بنگلہ دیش کسی "ملا" نے نہیں بنایا بلکہ یہ بے نظیر کے باپ، عاصمہ، فریال گوہر، نورجہاں اور انکے لبرل پرستاروں کے "بنیادی حقوق" نے بنایا ہے۔ حمود رپورٹ دیکھ لیجئے۔ وہ کسی "کمتبی" کی تصنیف نہیں، ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص کی مرتب کردہ اہم دستاویز اور جدت طرازوں کے مضحک چہروں پر زناٹے دار طمانچہ ہے۔ تسلیم کہ اس وقت پوری دنیا میں باہمی آویزشیں برپا ہیں، ایک طرف امریکہ اور اس کے حلیف ہیں تو دوسری جانب مقہور مجبور، مظلوم و محکوم عوام جن کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ مغربی دانشور اور انکے مشرقی چیلے اس صورت حال کو تہذیبی جنگ قرار دیکر اس پروپیگنڈے میں مصروف ہیں کہ مسلمان خطرناک ہیں، جنگجو، دہشت گرد ہیں۔ راقم کی سوچی سمجھی رائے ہے کہ یہ معمولی معاملات نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف فکری، نظریاتی، سیاسی اور تہذیبی محاذوں پر صلیبی جنگ شروع کر دی گئی ہے۔ عالم کفر کو یلغار کی کامیابی کے لئے منحرفین درکار ہیں جو بدقسمتی سے اسے وافر مقدار میں میسر و دستیاب ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ اندرونی جونکیں کہیں زیادہ خطرناک ہیں۔

امریکہ کے غیر منصفانہ رویے کے خلاف اشتعال اور غم و غصہ بلاجواز ہرگز نہیں، تاہم ہمیں اپنی حکمت عملی طے کرتے وقت جوش کو برقرار رکھتے ہوئے ہوشمندانہ اقدامات کی ضرورت ہے۔ ہماری مذہبی قیادت کو چاہیے کہ اثرورسوخ استعمال کر کے جلد از جلد او آئی سی کا اجلاس بلا کر اسلامی افغانستان کو تسلیم کرائے اور مغربی دنیا کے اقتصادی جال سے نکلنے کے لئے ٹھوس لائحہ عمل اختیار کرے۔ اولیائے طاغوت نے عجب فسوں پھونک رکھا ہے کہ مسلم حکمران بے بسی اور بے حسی کے پیکر بنے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے طاغوتی عزائم سے آنکھیں چرانے کی روش اختیار کر رکھی ہے، وہ صلیبیوں اور صیہونیوں کی ہاں میں ہاں ملائے جا رہے ہیں، ان کی اس مجرمانہ غفلت شعاری کا تقاضا ہے کہ دینی قیادت آگے بڑھ کر رائے عامہ کو بیدار اور منظم کرے تاکہ مشترکہ جدوجہد کا راستہ اختیار کیا جا سکے۔ جمہوری کھیاں تو بھنبھنا چکیں اب "مولانا" کے دندنانے کی اشد ضرورت ہے اور اقتضائے وقت بھی۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی!
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا!